پاکستانیات

سرحد اسمبلی میں شریعت بل کی منظوری

پس منظر و پیش منظر

ڈاکٹر محمد ساعد ○

برعظیم میں انگریزی حکومت کے قائم ہونے کے بعد مسلمانانِ ہند نے اپنی آزادی اور اسلامی تشخص کی جدوجہد کا آغاز کیا۔ تحریک پاکستان کا سب سے بڑا محرک ایک ایسی آزاد مملکت کا قیام تھا جہاں مسلمان مذہبی تعلیمات اور اپنے رسم رواج کے مطابق زندگی بسر کرسکیں۔ یہی وجہ تھی کہ برعظیم میں پاکستان کے قیام کا مطلب ''لا الٰہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ'' کی سربلندی سمجھا اور مانا گیا۔ پاکستان بننے کے بعد ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کئی ایک کوششیں کی گئیں۔ ان کے نتیجے میں قانون ساز اسمبلی نے ۱۹۴۹ء کو قرارداد مقاصد منظور کی، جس میں اس بات کا عہد کیا گیا کہ نئی مملکت میں مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے گا کہ وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کی روشنی میں بسر کرسکیں۔ اُس کے بعد سے ملک کے جتنے بھی آئین بنے، اُن سب میں اسی عہد کا اعادہ کیا گیا ہے۔

۱۹۷۳ء کے آئین نے بھی یہ قرار دیا کہ موجودہ قوانین قرآن وسنت کے احکامات کے ساتھ ہم آہنگ کیے جائیں گے، اور ملک میں کوئی ایسا قانون وضع نہیں کیا جائے گا جو اسلامی احکامات سے متصادم ہو۔ ممبران پارلیمنٹ کے لیے ضروری قرار پایا ''کہ وہ اچھے اخلاق رکھتے

○ سینیر ڈائرکٹر جغرافیکل انفارمیشن سنٹر، پشاور

ہوں، اور جن کے متعلق یہ تاثر نہ ہو کہ وہ اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اُنھیں اسلامی تعلیمات کا علم ہو، فرائض بجا لاتے ہوں اور کبائر سے اجتناب کرتے ہوں''۔ قرارداد مقاصد، جو آئین میں دیباچے کی شکل میں شامل کی گئی تھی، ۱۹۸۵ء میں ایک ترمیم کے ذریعے اس کو دستور کا حصہ بنادیا گیا۔

یہ مقامِ افسوس ہے کہ ان ساری کوششوں کے باوجود ملک میں اسلامی قوانین عملی طور پر نافذ نہ ہو سکے۔ ۱۹۹۱ء میں نواز شریف کے دورِ حکومت میں قومی اسمبلی نے شریعت ایکٹ کے نام سے ایک مسودہ قانون منظور کیا۔ لیکن یہ ایکٹ بھی سینیٹ سے پاس نہ ہو سکا۔ ۲۰۰۲ء کے انتخابات میں متحدہ مجلس عمل میں شامل تمام پارٹیوں کے انتخابی منشور میں نفاذ شریعت ایک اہم نکتہ تھا۔ ان پارٹیوں نے اس امر کا وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ برسر اقتدار آگئیں تو وہ ملک میں نفاذ شریعت کے لیے عملی اقدامات اُٹھائیں گی۔ انتخابات کے نتیجے میں صوبہ سرحد میں متحدہ مجلس عمل کی حکومت قائم ہوئی، تو اس نے نفاذ شریعت کے لیے ایک کونسل تشکیل دینے کی تجویز پیش کی۔ صوبہ سرحد کے گورنر نے ۳ فروری ۲۰۰۳ء کو Law Reform Council کے نام سے شریعت کونسل کی منظوری دے دی۔ یہ کونسل جو ۲۱ ارکان پر مشتمل تھی مفتی غلام الرحمٰن کی سربراہی میں قائم کی گئی۔ اس میں جید علماے کرام کے علاوہ ماہرین قانون اور تعلیم بھی شامل تھے۔ اس میں ہر طبقۂ فکر کو نمایندگی دی گئی تھی اور اقلیتی برادری کا نمایندہ بھی شامل تھا، جب کہ صوبائی سیکرٹری محکمہ قانون و پارلیمنٹ و انسانی حقوق قانون سازی میں بحیثیت ممبر کونسل کی معاونت کر رہے تھے۔

شریعت کونسل کے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ وہ صوبہ سرحد میں امور مملکت اور زندگی کے دیگر شعبوں میں شرعی قوانین کے نفاذ کے لیے مناسب تجاویز مرتب کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کو یہ ذمہ داری بھی دی گئی کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور اپیلٹ بنچ آف سپریم کورٹ کی تجاویز کی روشنی میں عدالتی نظام کی اصلاح کے لیے سفارشات پیش کرے۔

فروری اور مارچ کے مہینے میں کونسل نے کل ۲۵ اجلاس منعقد کیے۔ ان اجلاسوں میں کونسل نے عدالتی اور انتظامی نظام سے وابستہ وکلا، ججوں اور افسران سے تبادلۂ خیال کیا اور مختلف امور پر ان کی رائے حاصل کی۔ ملک کے دیگر علما اور ماہرین قانون سے رائے طلب

کرنے کے لیے کونسل کے دو ارکان نے کوئٹہ، کراچی اور لاہور کا دورہ کیا۔ الغرض کافی غور وخوض اور تحقیق کے بعد کونسل نے اپنی سفارشات مرتب کیں۔ ان پر متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل کی رائے بھی لی گئی۔ ان کی آرا کی روشنی میں رپورٹ کو حتمی شکل دی گئی۔ کونسل نے یہ رپورٹ وزیراعلیٰ صوبہ سرحد کو پیش کی۔ اسے صوبائی محکمہ قانون کو بھیجا گیا تاکہ ان کو ایک بل کی صورت میں مرتب کر کے صوبائی اسمبلی میں پیش کیا جا سکے۔ اِسے اسمبلی میں پیش کرنے کے لیے صوبائی گورنر کی منظوری کے لیے بھی بھیجا گیا۔

۱۰ مئی ۲۰۰۳ء کو گورنر سرحد نے شریعت بل کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے فوراً بعد سرحد کی کابینہ نے ایک اجلاس میں شریعت بل کی منظوری دے دی اور ۲۷ مئی ۲۰۰۳ء کو اسمبلی کا اجلاس بلانے کے احکامات صادر کیے۔ اس دوران صوبائی وزیر قانون نے وفاقی وزارت قانون اور وزارت مذہبی امور کے حکام سے شریعت بل پر مشورہ کیا۔ اُنھوں نے اس سے مکمل اتفاق رائے کیا اور اسمبلی میں پیش کرنے کی سفارش کی۔

۲۷ مئی ۲۰۰۳ء کو شریعت بل اسمبلی میں پیش ہوا۔ دو تین دِن اس پر گرما گرم بحث ہوئی۔ پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین گروپ کے پارلیمانی لیڈر اور صوبائی وزیر قانون نے اس میں چند ترامیم پیش کیں۔ لیکن ۲ جون ۲۰۰۳ء کے اجلاس میں یہ ترامیم واپس لے لی گئیں اور شریعت بل کو تمام جماعتوں کے ۱۲۴ ارکان نے بِالاتفاق منظور کیا۔

اس بل کے مطابق صوبہ سرحد میں صوبائی دائرہ اختیار کی حد تک شریعت بالا دست قانون ہوگی۔ تمام عدالتیں صوبائی دائرہ اختیار میں آنے والے قوانین کی تشریح و تعبیر شریعت کے مطابق کرنے کی پابند ہوں گی۔ دیگر قوانین میں اگر ایک سے زائد تشریح و تعبیر کی گنجایش ہو، تو عدالتیں اُس تشریح و تعبیر کو اختیار کرنے کی پابند ہوں گی جو شریعت کے مطابق ہو۔ صوبہ سرحد میں ہر مسلمان شہری شرعی احکامات کا پابند ہوگا۔ صوبائی حکومت اور اس کے اہل کاروں کو شرعی احکامات کا پابند اور شرعی اقدار کا پاسدار بنانے کے لیے قانونی ضوابط مرتب کیے جائیں گے۔

شریعت کی تعلیم و تربیت کے لیے لا کالجوں میں اسلامی فقہ کو نصاب میں شامل کیا جائے گا اور عربی زبان کی تعلیم و ترویج کا اہتمام کیا جائے گا۔ صوبائی حکومت کا تعلیمی نظام، شریعت کی درس و تدریس، اسلامی کردار سازی اور اسلامی تربیت کا ضامن ہوگا۔ اس کے لیے شریعت بل کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر صوبائی حکومت ایک تعلیمی کمیشن مقرر کرے گی، جو علما، تعلیمی ماہرین، فقہا اور عوامی نمایندوں پر مشتمل ہوگا۔ کمیشن کی سفارشات کو صوبائی اسمبلی میں قانون سازی کے لیے پیش کیا جائے گا۔

معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے بھی صوبائی حکومت شریعت بل کے نفاذ کے ایک ماہ کے اندر کمیشن مقرر کرے گی۔ یہ کمیشن ان اقدامات کی سفارش کرے گا جن کے ذریعے معیشت کو اسلامی خطوط پر استوار کیا جا سکتا ہے اور سود سے پاک قابل عمل متبادل نظام قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کمیشن موجودہ قوانین برائے حصول ٹیکس، انشورنس اور بنک کاری کو اسلامی معیشت کے اُصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے تجاویز مرتب کرے گا۔ کمیشن کی سفارشات کو قانونی شکل دینے کے لیے صوبائی اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔

وہ ذرائع ابلاغ جن تک صوبائی حکومت کی رسائی ہو، اسلام کی تشہیر و ترویج کے لیے استعمال ہوں گے۔ ہر شہری کی جان و مال، عزت و آبرو اور شخصی آزادی کے تحفظ کے لیے صوبائی حکومت ضروری انتظامی اور قانونی اقدامات کرے گی۔ رشوت، دھونس دھاندلی کے خاتمے کے لیے انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ ضروری قانون سازی ہوگی۔ جرائم کی روک تھام کے لیے مثالی اور تعزیری سزائیں مقرر کرے گی۔ معاشرے سے سماجی برائیوں کے خاتمے کے لیے قرآن پاک کے حکم کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام کرے گی۔ اسی طرح بے حیائی اور آوارہ گردی کے خاتمے کے لیے انتظامی احکامات کے ساتھ ساتھ قانون سازی بھی کی جائے گی۔

صوبے کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات میں عدالتی نظام کی اصلاح کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا جائے گا جو علما، فقہا اور قانونی ماہرین پر مشتمل ہوگا۔ یہ کمیشن رائج الوقت قانون کا جائزہ لے گا اور ان میں نقائص کی نشان دہی کے ساتھ متبادل تجاویز پیش کرے گا۔ اس کے علاوہ کمیشن کو اسلامی ضابطۂ دیوانی، اسلامی ضابطۂ فوجداری اور اسلامی قانون شہادت کی تدوین کی ذمہ داری بھی

دی جائے گی۔

سرحد اسمبلی سے شریعت بل کا بالاتفاق پاس ہونا ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ سرحد کے عوام کا مزاج دینی ہے اور وہ سیاسی اختلافات کے باوجود نفاذ شریعت کے حامی، شیدائی اور آرزومند ہیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ حضرت سید احمد شہیدؒ بریلوی نے تحریک مجاہدین کی سرگرمیوں کے لیے صوبہ سرحد کی سرزمین کا انتخاب کیا تھا۔ سید احمد شہیدؒ کی بالاکوٹ میں شہادت کے کئی سال بعد تک سرحد کے مجاہدین انبیلہ، مالاکنڈ، مہمند اور کالا ڈاکہ اور دیگر قبائلی علاقہ جات میں انگریزوں سے برسرِپیکار رہے۔ اس تحریک کو انگریزی افواج نے پوری قوت اور شدت کے ساتھ دبانے کی کوشش کی، لیکن وہ بری طرح ناکام رہیں۔ یہی جذبہ ۱۹۴۷ء کے ریفرنڈم میں بھی کارفرما تھا، جب سرحد کے عوام کو اختیار دِیا گیا کہ وہ بھارت یا پاکستان کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں، تو اُنھوں نے بھاری اکثریت سے پاکستان سے الحاق کے حق میں فیصلہ کیا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۴ء میں سرحد اسمبلی نے ختم نبوتؐ کے بارے میں قرارداد متفقہ طور پر منظور کی تھی۔ اسی طرح سرحد اسمبلی کا اُردو کو سرکاری زبان کا درجہ دینا اور خیبر بنک میں بلاسود بنک کاری بھی ایک بہت ہی دلیرانہ اور مستحسن اقدام ہے۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی ضروری ہے کہ صوبہ سرحد کی اسمبلی ملک کی دوسری صوبائی اسمبلیوں سے قدرے مختلف ہے۔ یہاں مسائل پر بحث وگفتگو، پشتونوں کی روایات کے مطابق افہام وتفہیم اور عزت و وقار کے ماحول میں ہوتی ہے۔ یہ امتیازی رویہ ہر پارٹی کے ممبر اسمبلی کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہ اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ جب اسمبلی نے شریعت بل کی منظوری دے دی تو سب ارکان اسمبلی نے بیک آواز بلند نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر سے شریعت بل کا خیر مقدم کیا جس سے اسمبلی کا ہال گونج اُٹھا۔

نفاذ شریعت کی خوشی میں ۲۲ جون ۲۰۰۳ء کو پورے صوبے میں یومِ تشکر منایا گیا۔ لوگوں نے اجتماعی طور پر مسجدوں میں نوافل ادا کیے۔ متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں کے لیے بالخصوص یہ مسرت اور خوشی کا موقع تھا' اس لیے کہ نفاذِ شریعت کا جو وعدہ انھوں نے انتخابی منشور میں عوام سے کیا

تھا اسے پورا کرنے کا آغاز ہوگیا۔

۲۷ جون ۲۰۰۳ء کو وزیراعلیٰ سرحد کے زیرقیادت متحدہ مجلس کے قائدین اور صوبائی وزرا کا ایک جلوس مسجد درویش پشاورصدر سے نکالا گیا' جو شہر کے مختلف گلی کوچوں سے ہوتا ہوا جناح پارک پر ختم ہوا۔ اس جلوس کا جس گرم جوشی اور والہانہ انداز سے شہریوں نے استقبال کیا اور جس طرح جلوس پر جگہ جگہ پھول نچھاور کیے گئے' اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرحد کے عوام کو نفاذ شریعت پر کتنی مُسرت اور خوشی ہوئی ہے۔

مرکز میں برسراقتدار پارٹی کے رہنماؤں کا ردِعمل مایوس کن تھا۔ اُنھوں نے اس بل کی بھرپور مخالفت کی اور یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی کہ صوبہ سرحد میں نفاذ شریعت کے لیے جو کچھ ہورہا ہے، وہ افغانستان کے طالبان اور طالبنائزیشن کے منصوبے کا حصہ ہے۔اس منفی پروپیگنڈے کا آغاز جنرل مشرف نے خود کوہاٹ دوستی ٹنل کی افتتاحی تقریب میں کیا' اور کھلے بندوں داڑھی،شلوار قمیص اور پردے کا مذاق اُڑایا۔ برسراقتدار پارٹی کے دیگر رہنماؤں نے اسی تضحیک آمیز انداز میں شریعت بل کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ایک وفاقی وزیر نے تو یہاں تک کہا کہ سرحد اسمبلی کے ممبران جنھوں نے شریعت بل منظور کیا ہے بالکل ''جاہل'' اور ''ان پڑھ'' ہیں۔ حالانکہ اگر یہی ناقدین شریعت بل کو پڑھتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ جن امور کو وہ تنقید کا نشانہ بنارہے ہیں اُن کا اس بل میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ مغربی اقوام اور بالخصوص امریکہ کے ذرائع ابلاغ نے شریعت بل کا سختی سے نوٹس لیا۔ اُنھوں نے اس کا تانا بانا طالبانائیزیشن سے جوڑا۔ عوام کو شریعت کے نفاذ سے خوفزدہ کیا اور ڈرایا۔ کئی دِنوں تک مسلسل پروپیگنڈا کرتے رہے کہ شریعت بل میں ''خواتین کو زبردستی پردے کا پابند بنایا جائے گا۔ خواتین کی تعلیم پر پابندی ہوگی۔ خواتین علاج معالجے کے لیے ہسپتال نہیں جاسکیں گی۔ شلوار قمیص کا پہننا لازمی ہوگا۔ ہر ایک آدمی داڑھی رکھنے کا پابند ہوگا۔ مسلمانوں کو نماز کے لیے بہ زور مساجد میں لایا جائے گا''۔

یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ ۱۹۹۱ء میں جب نواز شریف کے دورِحکومت میں اسی سے مشابہ شریعت بل نیشنل اسمبلی نے منظور کیا تھا' تو کسی نے اس کا نوٹس نہیں لیا اور نہ کسی نے اس پر کوئی تنقید کی۔ ایسا معلوم ہورہا ہے کہ اس بل پر شوروغل صوبائی اسمبلی کو معطل کرنے کا جواز پیدا کرنے

کے لیے کیا گیا تھا۔ اسی لیے جنرل مشرف نے اعلان کیا تھا کہ ''اگر طالبانائزیشن کا یہ عمل آگے بڑھتا ہے، تو وہ اسمبلی توڑنے سے گریز نہیں کریں گے''۔ اس کے ساتھ ساتھ بیرونی دنیا کو خطرے کا پیغام دیا جا رہا تھا کہ ''صوبہ سرحد میں طالبنائیزیشن کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس کو روکنا اور کنٹرول کرنا صرف فوج کے بس کی بات ہے' اس لیے جنرل مشرف کو کسی صورت میں بھی اقتدار سے نہ ہٹایا جائے بلکہ اس کے ہاتھ مزید مضبوط کیے جائیں''۔ جنرل مشرف نے اپنے دورۂ برطانیہ اور امریکہ میں صوبہ سرحد کے نفاذ شریعت کے اقدامات کو بلاضرورت منفی تنقید کا نشانہ بنایا، طالبانائزیشن کا ہوّا کھڑا کر کے اپنے آمرانہ طرزِ حکومت کے لیے عذر لنگ پیش کیا' اور اپنے ناجائز قبضۂ اقتدار کو دوام اور تقویت دینے کے لیے بش اور بلیئر کی پشت پناہی اور تائید حاصل کرنے کی کوشش کی۔

اب' جب کہ نفاذ شریعت کے لیے قانونی راہ ہموار ہو چکی ہے' اس کے عملی نفاذ کے لیے بہت ہی فراست اور حکمت سے کام لینا ہوگا۔ تعلیم' معیشت اور عدالتی نظام کو اسلامی خطوط پر استوار کرنے کے لیے بل میں جن کمیشنوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کو جلد از جلد تشکیل دینا ہوگا۔ ان میں ایسے علما' فقہا اور جدید ماہرین تعلیم' معیشت اور قانون کو شامل کرنا ہوگا' جو تعلیم' معیشت اور عدلیہ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالنے کی صلاحیت اور مہارت رکھتے ہوں۔ یہ ایک مشکل اور صبر آزما کام ہے۔ اس کو کم سے کم وقت میں اور اولین فرصت میں سرانجام دینا ضروری ہوگا' تاکہ کمیشن کی سفارشات کو قانون سازی کے لیے اسمبلی میں جلد از جلد پیش کیا جا سکے۔ اس کے لیے ایک حکمت عملی کے تحت ممبران اسمبلی کو بھی ہم خیال بنانا ہوگا' تاکہ قانون سازی کا مرحلہ بخیر و خوبی طے ہو سکے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ اسلامی نظام میں نفاذ شریعت کا آغاز تعزیرات سے نہیں بلکہ فلاح عامہ سے ہوتا ہے۔ یہ نظام ہر فرد کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے' اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کی طرف سب سے پہلے اور سب سے زیادہ توجہ دیتا ہے۔ اُمید ہے کہ جب معاشرے پر نفاذ شریعت کے اثرات مرتب ہوں گے، تو لوگوں کی زندگی میں واضح تبدیلی کے آثار نظر آئیں گے۔ اس خوشگوار تبدیلی سے دوسرے صوبے غیر متاثر نہیں رہ سکیں گے۔ وہاں بھی نفاذ شریعت کا مطالبہ ہوگا۔ اس طرح جس نیک کام کا آغاز صوبہ سرحد سے ہوا ہے وہ پورے ملک میں مقبول عام ہوگا اور اس کی پذیرائی ہوگی۔

نفاذ شریعت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ حکومت کے اہل کار نمود ونمایش اور بے جا اخراجات کی مکمل روک تھام کریں۔ اس سلسلے میں سرحد کے صوبائی وزرا نے خود پہل کی ہے اور سادگی اور کفایت شعاری کا نمونہ پیش کیا ہے۔ کئی وزرا نے سرکاری شاہانہ رہایش گاہ میں رہنے سے انکار کیا ہے۔ نئی اور مہنگی گاڑیاں جو وزرا کے لیے خریدی گئی تھیں اُن کے استعمال سے بھی اجتناب کیا ہے۔ کئی نے اپنی تنخواہوں میں رضا کارانہ طور پر کمی کا اعلان کیا ہے۔ عوام سے مسلسل ان کا رابطہ ہے۔ دفاتر، گھروں اور مساجد میں اُن سے بغیر کسی روک ٹوک کے ملاقات ہو سکتی ہے۔

یہ امر بھی باعث مُسرت ہے کہ نفاذ شریعت کے سلسلے میں صوبائی حکومت نے پہلے ہی سے کئی ایک مستحسن اقدامات کیے ہیں۔ ان میں خواتین یونی ورسٹی اور خواتین میڈیکل کالج کا قیام، خیبر بنک میں سود سے پاک بنک کاری کا آغاز، فحش کیسٹوں کے کاروبار اور عریاں فلمی پوسٹروں کی نمایش کی ممانعت، پبلک ٹرانسپورٹ میں گانے بجانے پر پابندی، بس اڈوں پر خواتین کے لیے پردہ دار انتظار گاہ اور طہارت خانوں کی تعمیر اور شراب کے لائسنس اور پرمٹ کی منسوخی، ہسپتالوں میں نادار اور غریب مریضوں کو مفت ادویات کی فراہمی شامل ہیں۔ مزید براں اوقات نماز میں بسوں کو ٹھہرنے کی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ خواتین کی تصاویر کے تجارتی اشیا کے فروغ کے لیے استعمال کی حوصلہ شکنی کی جارہی ہے۔ ان اقدامات سے صوبہ سرحد میں ایک واضح اور مثبت تبدیلی نظر آرہی ہے، اور نفاذ شریعت کے لیے مناسب اور پاکیزہ ماحول کی تیاری اور آب یاری ہورہی ہے!